

# سیرت النبی ﷺ کا تقویٰ مطالعہ کی عہد کے تناظر میں

☆  
ڈاکٹر نائلہ صدر

**Abstract:**

"The life of MOHAMMAD (ﷺ) the last Prophet, is the best role model for all the human generations to come in every respect. The authenticity & finality of his prophetic status has been declared by Allah Almighty. So there is no doubt that Seerah of the Prophet (ﷺ) is unique one there is all the qualities, necessary for a complete personality. Allah orders everyone to have faith in the Prophethood of MOHAMMAD (ﷺ) and follow him step to step for ultimate success. So the study of Seerah in the most important need of mankind especially of the Muslims. The Seerah is divided into two major portions, the period of Makkah and the period of Madinah. The following article is a chronological study of the Seerah related to Makkan period of the Holy Prophet (ﷺ)."

**Keywords:** Seerah, Study of Seerah, Chronological order, Makkah, Adjacent of Makkah.

محمد ﷺ کی حیات کا مطالعہ ہر دور میں ہر انسان کے لیے مشعل را رہا ہے۔ مختلف انداز اور جہات سے اس ذات القدس کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ اہل علم کے لیے باعث سعادت اور اہل عمل کے لیے باعث بلندی درجات اور وسیلہ نجات قرار پاتا ہے۔ حصول سعادت کی خاطر یہ سلسلہ آپ ﷺ کی پیدائش سے پہلے ہی جاری ہو گیا تھا (جب دیگر ادیان کی کتب مقدسے میں ایک آنے والے حادی کی بشارت دی گئی اور دنیا اس کی منتظر دھائی دی) اور یہ سلسلہ تابد جاری رہے گا مگر خیر و برکت میں کمی واقع نہ ہوگی۔

حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ پر قلم اٹھانے کی سعادت حاصل کرنے والوں نے آپ ﷺ کی سیرت کے مختلف گوشوں کو فلاح انسانی کے لیے صفحہ قرطاس کی زینت بنا�ا اور بارک بینی سے واقعات کا

جائزوہ لینے کے بعد اخلاقی روایات میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اخلاقی امور کی وجوہات سامنے ہوں تو اشکالات جنم نہیں لے لیتے بصورت دیگر یہ ذہنی الحجاؤ کا باعث بن سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کی حیات کے واقعات کے تاریخی (سن) بیان میں بھی قدیم و جدید مصادر سیرت میں اختلافات موجود ہیں جن کی کچھ بنیادی وجوہات ہیں۔ اس مقالے میں ان وجوہات کو بیان کیا گیا ہے اور آپ ﷺ کی زندگی کے چند چیزوں اسی ترتیب کے ساتھ بیان کرتے ہوئے بعض تحقیق طلب امور کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف ادوار میں پیش کی گئی علماء و محققین کی کاوشوں کا ایک خلاصہ زمانی ترتیب اور قول راجح کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ سیرۃ ابن حبیب ﷺ کی تاریخ کے بیان میں سیرت نگاروں نے قبل از بعثت واقعات کے لیے عربی تقویم، سنسکریتی تقویم، اور عام الفیل کا استعمال کیا ہے۔ اسلامی تاریخ کے اہم ترین واقعات میں میلاد ابن حبیب ﷺ، بعثت نبوی اور ہجرت شامل ہیں اس لیے دیگر تقویم کے ساتھ بعد از بعثت واقعات کے لیے ”نبوی“ یا بعثت، اور بعد از ہجرت واقعات کے لیے ہجری سال استعمال کیا جاتا ہے۔

یہاں یہ بات پیش نظر ہوئی چاہیے کہ قبل از ہجرت واقعات کا تتمیٰ تقویمی ریکارڈستیاب نہیں۔ بعثت نبوی سے قبل عرب میں کوئی باقاعدہ لینڈنڈ راجح نہ تھا۔ عرب اپنی مرضی سے مہینوں میں روبدل کر لیا کرتے تھے اور بعض اوقات سال کے تیرہ یا چودہ مہینے ہنادیا کرتے تھے اعلان نبوت سے قبل نسیٰ کی جاتی رہی لیکن اس بات کا اندازہ تحقیق کے باوجود نہیں ہو سکتا کہ کس کس سال میں نسیٰ کی گئی۔ اہل عرب میں قسمس (۱) جس کا نام حذیفہ بن عبد بن فقیم بن عدی بن عامر بن الحلبہ بن حارث مالک بن کنان بن خزیمہ تھا، نے نسۃ کا آغاز کیا اس نے حلال مہینے کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیا (۲) اس کے بعد اس کے بیٹے عباد بن حذیفہ نے یہ دستور جاری رکھا پھر قلع بن عباد، امیہ بن قلع اور عوف بن امیہ نے اسی طریقے کو جاری رکھا۔ پھر ابو شامة جنادہ بن عوف (۳) نے اسی پر عمل پیرا ہوا جو اس خاندان کا آخری فرد تھا۔ اہل عرب کا دستور تھا کہ وہ حج سے فارغ ہو کر اس کے پاس جمع ہو جاتے اور وہ چارا شہر حرام (۴) رجب ذوالقعدہ، ذو الحجه، اور حرم کو حرام قرار دیتا اور جب ان میں سے کسی مہینے کو حلال کرنا چاہتا تو حرم کو حلال کر دیتا اور صفر کو اس کی جگہ رکھ لیتا تاکہ اس شہر حرام کی تعداد پوری رہے اہل عرب اس سال صفر کو اس شہر حرام میں شمار کرتے۔ نسات قابل فخر گردانا جاتا اس کا اندازہ ان اشعار سے ہوتا ہے جو بونفر اس بن غنم بن الحلبہ بن مالک بن کنانہ کے ایک شخص عمسہ بن قیس بن چذل الطعنان (۵) نے کہے جن میں سے ایک شعر یہ ہے۔

”آلستا النّاسِيَّنَ عَلَى مَعِدِ شَهُورَ الْحِلَّ نَجَعَلُهَا حَرَاماً“ (۶)

(کیا ہم وہ لوگ نہیں ہیں جو مدد کے زمانے میں نسۃ کرتے تھے ہم حلال مہینوں کو حرام کر دیتے تھے۔)

مہینوں میں نسۃ کے دو طریقے تھے ایک تو وہ جو اہن الحلق کے حوالے سے بیان ہوا کہ حرم کو حلال اور صفر کو حرام کر دیتے۔ تاکہ خوب غارت گری کریں اور اپنے دشمنوں سے بدل لیں (۷) اور دوسرا یہ

کہ وہ سہی سال میں غور و فکر کے بعد ہر سال حج کو اپنے مقررہ وقت سے موخر کر دیتے۔ وہ ہر سال حج کو گیارہ دن یا اس سے زیادہ موخر کرتے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے جبیع الوداع کے موقع پر فرمایا تھا۔

”إِنَّ الزَّمَانَ قَدْ أَسْتَدَارَ كَهْيَيَّتَهُ يَوْمَ حَاقَ اللَّهُ الْسَّمْلُونَ وَ الْأَرْضَ“<sup>(۸)</sup>

(زمانہ نے اسی طرح گردش کی ہے جس طرح اس نے اس دن گردش کی تھی جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق کی تھی۔)

جبیع الوداع اس سال ہوا تھا جس سال حج اپنے وقت پر ٹوٹ آیا تھا۔ سورہ البقرہ آیت ۱۲۹ سے استدلال کرتے ہوئے امام سہیلی اپنے استاد شیخ ابو بکر کی رائے بیان فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ رب العزت نے دیگر عبادات مسوقة کو چھوڑ کر صرف حج کا ذکر کیا ہے یہ اس بات پر تاکید ہے کہ اہل عرب حج سے متعلق چاند کا اعتبار کریں اور عجمیوں کے شمار پر اعتبار نہ کریں۔ اسی وجہ سے اہل عرب حج میں عجمی مہینوں کا اعتبار نہیں کرتے۔<sup>(۹)</sup>

عرب میں سال کو موسم کے مطابق بارہ ماہ میں تقسیم کیا جاتا تھا جن میں، محرم (متبرک) صفر (تو شہ داں کو خالی کر دینا)، ربيع الاول (موسم بہار کا پہلا مہینہ) ربيع الثاني (موسم بہار کا دوسرا مہینہ) جمادی الاول (پہلا خشک مہینہ) جمادی الثاني (دوسرا خشک مہینہ) رجب جس کی تعظیم کی جاتی ہو، اسے رجب المرجب بھی کہتے ہیں، شعبان (کوئلیں پھوٹنے کا مہینہ) رمضان (گرمی کا مہینہ)، شوال (اتصال کا مہینہ)، ذوالقعدہ (صلح امن اور آرام کا مہینہ) ذوالحجہ (حج کا مہینہ) قدیم عرب قمری سال پر کا رہنمہ تھے جس میں ۳۵۲ دن، آٹھ گھنٹے ۳۸ ثانیے تھے، جو باری باری انتیس اور تیس دنوں کے بارہ مہینوں پر تقسیم کئے جاتے تھے۔ اپنے صحیح موسم میں لانے کی خاطر عرب ہر تیرے سال ایک مہینے کا اضافہ کر دیا پیدا کرنے اور ہر ماہ کے اپنے صحیح موسم میں کیسے کا ایک اور مہینہ بڑھادیتے۔ اس سے مہینوں کے ناموں اور موسموں میں قدرے مطابقت قائم رہتی تھی۔ چونکہ لوند کے سال (سال کیسے) میں عرب لوگ رسومات قبیحہ مناتے تھے اس لیے یہ قاعدہ ترک کر دیا گیا۔ اس وقت سے مہینوں کے ناموں اور موسموں میں کوئی مطابقت نہیں پائی جاتی۔<sup>(۱۰)</sup> ان وجوہات سے مہینوں میں اختلاف آیا اور یہی اختلاف واقعات سیرت النبی ﷺ کے بیان میں موجود ہے۔

یمن کے جبشی نژاد ابراہیم الشرم کے خانہ کعبہ کو گرانے کی نیت سے لشکر جرار کے ساتھ آنے کے واقعہ نے عرب میں خاص اہمیت حاصل کی انہوں نے عام الافیل کے نام سے ایک نئے سن کا آغاز کیا۔ عیسوی سال ۷۵ء تھا۔ اسی سال حضرت محمد ﷺ کی پیدائش ہوئی۔<sup>(۱۱)</sup>

جهاں تک سن اور تاریخ کا تعلق ہے۔ اس امر میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے کس نے تاریخ ڈالنا شروع کی ابن عساکر تاریخ دمشق میں انس<sup>ؑ</sup> سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا۔ تاریخ کی

ابتداء میں میں رسول ﷺ کی تشریف آوری سے ہوئی۔ صمیعی کا بھی یہی کہنا ہے کہ ہجرت کے ماہ ربیع الاول سے تاریخ کا آغاز ہوا۔ حاکم نے ابن جریح کے واسطے سے اور انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے ابن شہاب زہری سے روایت کیا ہے کہ جب رسول ﷺ مدینے تشریف لائے تو آپ نے تاریخ کا حکم دیا چنانچہ ربیع الاول سے تاریخ ڈالی گئی۔ یہ روایت مفصل ہے۔ محفوظ (اگر حدیث صحیح اور حسن کا راوی اپنے سے زیادہ قوی راوی کے مخالف روایت کرے تو راجح کا نام محفوظ اور مرجوح کا نام شاذ ہے) روایت یہ ہے اور ابن عساکر کا بھی یہی کہنا ہے کہ اس کی بابت حکم عمرؓ کے زمانے میں صادر ہوا۔ انہوں نے تاریخ کی ابتداء ہجرت نبوی سے اور سال ہجرت کے ماہ محرم سے کی۔ اما ربیع الاول سے محرم تک پیچھے جانے کی وجہ یہ ہے کہ ہجرت کے فیصلے کی ابتداء محرم ہی سے ہوئی۔ اس لیے کہ بیعت ذی الحجه کے دوران ہوئی اور یہی ہجرت کی تمہید تھی۔ چنانچہ بیعت اور ہجرت کے فیصلے کے بعد پہلا چاند جو دلھائی دیا وہ محرم کا تھا۔ اس لیے یہ عین مناسب تھا کہ اسے تاریخ کا نقطہ آغاز قرار دیا جائے۔ ابن حجر کا کہنا ہے کہ محرم سے ابتداء کی یہ سب سے زوردار توجیح ہے۔<sup>(۱۲)</sup>

علم ریاضی و نجوم کے حساب سے بھی تاریخ کا تعین ہر دو مریں کیا جاتا رہا ہے لیکن کسی رائے کو حصی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ریاضی و علم نجوم کا حساب بھی مختلف ہو سکتا ہے۔ دو شنبہ کا دن ہجرت محمد ﷺ کی حیات مبارک میں بڑا اہمیت کا حامل ہے حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ دو شنبہ کو پیدا ہوئے دو شنبہ کو نبوت سے سرفراز کئے گئے، دو شنبہ کو مکہ سے مدینہ ہجرت کے لیے نکل اور دو شنبہ کو مدینے میں تشریف فرمائے (شاید قبرادر ہے) دو شنبہ کو اس دارفانی کو خیر با دکھا۔ اور دو شنبہ کو ہی حجر اسود کو بیت اللہ میں نصب فرمایا۔<sup>(۱۳)</sup> آپ ﷺ کی تاریخ پیدائش کے تعین میں علامہ قسطلانی لکھتے ہیں اہل زنج کا اس قول پر اجماع ہے کہ آٹھ ربیع الاول کو پیغمبر کا دن تھا۔ قاضی سلیمان مصوّر پوری نے محمود فلکی پاشا پر بھروسہ کرتے ہوئے نور ربیع الاول کو پیغمبر کا دن قرار دیا ہے۔<sup>(۱۴)</sup> جب یہ اختلافات موجود ہیں تو الحال اسی ذریعے کو فویقیت حاصل ہوگی جو ان میں سب سے زیادہ مستند ہے اور اس کے لیے صحابہ کرام، تابعین، مفسرین، محدثین اور قدیم سیرت نگاروں کی طرف رجوع کرنا پڑتے گا۔

جہاں تک حضرت محمد ﷺ کی ذات بقدس کا تعلق ہے آپ ﷺ کی اس جہان فانی میں آمد سے قبل ہی دھوم تھی کہیں حضرت عیسیٰ کی بشارت ”احمد“ کے نام سے جس کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے<sup>(۱۵)</sup> یا نصاریٰ کی کتاب مقدس انجیل کی روشنی میں حضرت عیسیٰ کے ارشاد کے حوالے سے جس میں المُنَحَّمَّا کے نام سے ایک آنے والے کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو سریانی زبان کا نام ہے جس کا معنی محمد ﷺ ہے۔ رومی زبان میں اسے البر قلیل میں کہتے ہیں۔<sup>(۱۶)</sup> اور کہیں بخوش پُران کے بیان کردہ نام ”محمد“ یا ویدوں کی پیشین گویوں جیسے اਤھ وید کے الفاظ narashansah (وہ جس کی تعریف کی گئی یعنی محمد) اور kaurama (امن قائم کرنے والا یا ہجرت کرنے والا) کے حوالے سے اسی باہر کت ذات کا تذکرہ موجود ہے۔<sup>(۱۷)</sup>

الغرض ہندو یہود ہوں یا نصاریٰ سب ایک آنے والے کے منتظر تھے۔

آپ ﷺ کے والد محترم کا نام عبد اللہ اور والدہ محترمہ کا نام آمنہ ہے۔ دونوں کا شجرہ نسب قصی بن کلاب سے ملتا ہے لیکن یہ واضح رہے کہ حضرت عبد اللہ کا تعلق ہاشم بن عبد مناف سے تھا جبکہ حضرت آمنہ کا تعلق عبد مناف بن زہرہ سے تھا۔ شجرہ نسب کے لحاظ سے عبد اللہ حضرت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب سے اور حضرت آمنہ سے تھا۔ حضرت عبد مناف بن زہرہ بن قصی بن کلاب سے تعلق رکھتی تھیں۔ یعنی قصی بن کلاب کے بیٹے عبد مناف اور زہرہ تھے حضرت عبد اللہ کا تعلق عبد مناف سے اور حضرت آمنہ کا تعلق زہرہ سے تھا جس نے اپنے بھائی کے نام پر اپنے بیٹے کا نام عبد مناف رکھا جو حضرت آمنہ بنت وہب کا دادا تھا۔ حضرت عبد المطلب نے اسی مجلس میں حالہ بنت وہب سے نکاح کیا<sup>(۱۸)</sup> جسے سیرت نگاروں نے حضرت آمنہ کی پچازاد بہن لکھا ہے۔ جبکہ محمد حسین ہیکل کی کتاب کے ترجمہ حیات محمد میں ابو عیجی امام خان نے اسے وہب وہبیہ کی ہمیشہ فرار دیا ہے۔ جن سے حضرت محمد ﷺ کے عزیز پچا اور رضائی بھائی سید الشہداء حضرت حمزہ پیدا ہوئے۔

اس ذات بابرکات جسے رحمۃ للعالمین قرار پانا تھا کی آمد موسم بہار دو شنبہ کے دن ہوئی اس میں کوئی اختلاف نہیں البتہ تاریخ ولادت کے متعلق مختلف اقوال ہیں آٹھ (ابن حزم، جامع السیرہ) جسے مولانا محمد ادریس کاندھلوی (سیرت المصطفیٰ ﷺ) نے اختیار کیا ہے،<sup>(۱۹)</sup> نوریج الاول محمود فکلی پاشا کی تحقیقات کے مطابق قاضی سلیمان سلمان منصور پوری (رحمۃ للعالمین ﷺ) اور شبی نعمانی (سیرت النبی ﷺ) نے اپنی کتب سیرت میں تحریر کیا ہے۔<sup>(۲۰)</sup> بارہ ریج الاول ابن ہشام (السیرۃ النبویہ)،<sup>(۲۱)</sup> امام سہیلی (الروض الانف)<sup>(۲۲)</sup> ابن حیر طبری (تاریخ طبری)،<sup>(۲۳)</sup> ابن خلدون (تاریخ ابن خلدون)،<sup>(۲۴)</sup> ابن سید الناس (عیون الاشر)،<sup>(۲۵)</sup> ابن کثیر (السیرۃ النبویہ)،<sup>(۲۶)</sup> ابن ابی شیبہ (مصنف) ابو الحسن علی بن محمد الماوردی (اعلام النبوہ)، علامہ محمد رضا (محمد رسول اللہ)، نے تسلیم کیا ہے اور جہور کا یہی مذهب ہے۔ پیر محمد کرم شاہ نے (ضیاء النبی ﷺ) میں ان کتب سے دلائل دینے کے بعد ۱۲ ریج الاول تاریخ ولادت محمد ﷺ کو اختیار کیا ہے۔<sup>(۲۷)</sup>

جہاں تک مشتمی تقویم کا تعلق ہے۔ اس میں بھی سیرت نگاروں کا کچھ اختلاف ہے۔ انسان کامل خالد علمی میں ۲۰ اپریل ۱۷۵ء،<sup>(۲۸)</sup> سیرت النبی ﷺ میں شبی نعمانی نے ۲۰ اپریل ۱۷۵ء<sup>(۲۹)</sup> رحمۃ للعالمین میں قاضی سلیمان سلمان منصور پوری نے ۲۲ اپریل ۱۷۵ء<sup>(۳۰)</sup> ۲۹ اگست ۱۹۷۰ء سید امیر علی نے سپرٹ آف اسلام،<sup>(۳۱)</sup> ۲۰ اگست ۱۹۷۵ء محمد رسول اللہ میں علامہ محمد رضا<sup>(۳۲)</sup> نے تحریر کیا ہے اس کے علاوہ دیگر سیرت نگاروں کے بیہاں بھی یہ اختلاف موجود ہے۔ سیرت نگاروں کی تحقیق میں کہیں چند یوم اور کہیں چند ماہ کا اختلاف ہے۔ جس میں ان کی علمی تحقیقات، وقfferی اور عشق رسول میں واقعات کی تہہ تک پہنچنے کا جذبہ کار فرمائے ہے۔

اس وقت کا مشہور واقعہ عام افیل ہے۔ اکثر علماء نے اس کے پچاس یا پچپن یوم بعد آپ ﷺ کی بیدائش کا واقعہ تحریر کیا ہے۔ عام افیل کے کچھ عرصہ بعد حضرت عبد اللہ نے ۲۵ برس کی عمر میں پرث بیٹ وفات پائی۔ آپ ﷺ کی بیدائش کے مہینہ میں محرم، صفر، ربیع، رمضان اور ربيع الاول کا ذکر ملتا ہے جبکہ معروف روایت ربيع الاول کی ہے۔

☆ آپ ﷺ ۱۲ ربيع الاول ۱۲۹ھ میں عام افیل کے پچاس یوم بعد بیدا ہوئے۔

حضرت محمد ﷺ کو سب سے پہلے ان کی والدہ نے چند یوم پھر ابوالہب کی آزاد کردہ لوڈی شویہ اور پھر حلیمه سعدیہ نے دودھ پلایا امام سہیل کے بیان کے مطابق حلیمه سعدیہ کے بیان آپ پانچ سال ایک ماہ رہے۔ (۳۳) یعنی واقعات کے مطابق ۶۵ء ہوگا۔ امام سہیل نے اس کی تفصیل بیان کی ہے۔ سر ولیم میور نے بھی لاکھ آف محمد میں حضرت محمد ﷺ کی تقریر جزیرہ نما عرب کے خالص نمونہ پر ہونے کی بھی وجہ بیان کی ہے۔

☆ تکمیل رضاعت ۲ عام افیل، ۶ میلادی، ۵۷۶ء

والدہ کے ساتھ آپ ﷺ اپنے دادا کے نھیاں لگے جہاں حضرت آمنہ مقام ابواء (جفہ سے ۲۳ میل کے فاصلے پر ایک گاؤں) پر ۷۵ء میں وفات پا گئیں۔

☆ وفات آمنہ عام افیل، ۶ میلادی، ۷۷۵ء

حضرت عبدالمطلب دادا حضرت محمد ﷺ کی وفات واقعہ قبل سے آٹھ سال بعد ہوئی۔ (۳۴)

سید امیر علی نے عیسوی سن ۹۵ء کلھا ہے آپ کی وفات صنعت سے ایک سفر سے واپسی پر ہوئی۔ (۳۵)

☆ وفات عبدالمطلب ۹ عام افیل، ۹ میلادی، ۷۹۵ء

آپ بارہ سال کی عمر میں سفر شام پر اپنے پچھا حضرت ابوطالب کے ہمراہ گئے۔ ابوطالب اپنے باپ اور دادا کی طرح شام اور یمن کے ساتھ خاصے بڑے پیانے پر تجارت کرتے تھے۔ وہ مشتری اور بصرہ اور شام کے دوسرے شہروں میں حجاز اور بحیرہ کی کھجوریں اور یمن کے عطر لے جاتے تھے اور ان کے بد لیبا زنطینی اشیاء لاتے تھے۔ (۳۶) اس وقت بعض سیرت نگاروں نے آپ ﷺ کی عمر نو اور دس سال بھی بیان کی ہے۔ طبری نے عمر مبارک بارہ سال لکھی ہے اور اسی کو امام سہیل نے اختیار کیا ہے۔ (۳۷)

یہیں سیرت نگاروں نے راہب سے ملاقات بیان کی ہے۔ امام زہری کی کتاب سیر الزہری میں ہے کہ بحیری تیماء کے یہود کا ایک تاجر عالم تھا۔ مسعودی میں ہے کہ اس کا تعلق بنعبدالقیس سے تھا اور اس کا نام سر جس تھا۔ (۳۸) مستشرقین کے اعتراضات کی بنا پر بعض سیرت نگاروں نے اس قصہ کا انکا بھی کیا ہے۔

ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری نے لکھا ہے کہ اس کے متعلق حدیث قوی ترین طرق سے جامع ترمذی میں وارد ہیں اور امام ترمذی نے کہا ہے۔ ”یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں“ (۳۹)

☆ سفر شام ۱۳ میلادی ۵۸۳ء

سفر شام اہل عرب کی ان جنگوں کے درمیان کا واقعہ ہے جنہیں حرام مہینوں کی حرمت قائم نہ رکھنے کی وجہ سے حرب فمار کہا جاتا ہے۔ مسعودی نے ان چار جنگوں کا ذکر کیا ہے آخری جنگ فمار البر ارض تھی جس میں حضرت محمد ﷺ نے شرکت کی تھی۔ یہ بنو ننان اور بنو قنس کے ماہین ہوئی تھی۔ اس کے چار دن قبل ذکر ہیں۔

”ابن ہشام کے مطابق اس وقت آپ ﷺ کی عمر چودہ یا پندرہ سال تھی۔ حرب الجار شعبان میں لڑی گئی۔“<sup>(۲۲)</sup>

### ☆ حرب الجار ۱۵ میلادی، ۵۸۵ء

خلف الفضول کے بارے میں اختلاف ہے امام سیمیلی نے لکھا ہے کہ معابدہ آپ ﷺ کی بعثت سے بیس سال پہلے ذوالقعدہ میں ہوا معابدہ کرنے والوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ فضول (زیادہ لی ہوئی) چیز اس کے مالک کے حوالے کر دیں گے۔ (۲۳) یعنی امام سیمیلی اسے بعثت سے بیس سال پہلے کا واقعہ قرار دیتے ہیں۔ ابن الحنفی کے مطابق آپ ﷺ کی عمر حرب فمار اور حلف الفضول کے وقت بیس سال تھی۔ جبکہ ابن ہشام اسے حرب فمار کے فوری بعد کا واقعہ قرار دیتے ہیں جب آپ ﷺ کی عمر چودہ یا پندرہ سال تھی۔ شام کا دوسرا تجارتی سفر جس میں نسطور را ہب سے ملاقات ہوئی ۵۹۵ء میں ہوا جس کے بعد اسی سال حضرت خدیجہؓ سے نکاح ہوا۔

آپ ﷺ کی اولاد میں سب سے بڑے لخت جگر قاسم بن محمد ﷺ کی پیدائش غالباً ۵۹۸ء میں ہوئی۔ اس کے بعد زینب بنت رسول کی پیدائش ۲۰۰ء میں، رقیہ بنت رسول کی پیدائش ۲۰۳ء، ام کلثوم بنت رسول کی پیدائش ۲۰۲ء فاطمہؓ کی پیدائش ۲۰۵ء (۲۴) حضرت خدیجہؓ سے پیدا ہونے والے بچوں کی ترتیب یہ ہے پہلے قاسم جن کی نسبت سے آپ ﷺ کی کنیت ابو القاسم تھی یہ بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ اس بات میں اختلاف ہے کہ نبوت سے پہلے فوت ہوئے یا بعد میں۔ بیٹیوں میں زینبؓ، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ، بعض سیرت نگاروں نے ام کلثوم کو فاطمہ سے چھوٹی بیان کیا ہے۔ پھر عبد اللہ جن کی پیدائش بعد از بعثت ہوئی انہی کو طیب اور طاہر کہا جاتا ہے۔<sup>(۲۵)</sup>

تغیر کعبہ ۲۰۵ء امام عبد الرزاق اور ابن الحنفی نے پورے وثوق اے لکھا ہے کہ اس وقت نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ سال تھی۔ عبد الرزاق کی اس روایت کو حاکم نے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

جیسا کہ قریش کی عادت تھی کہ وہ سال میں ایک ماہ یکسوئی سے اللہ رب العزت کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ابن الحنفی نے سند حسن سے روایت بیان کی ہے کہ قریش دور جاہلیت میں اس عبادت کے قائل اور اس پر عامل تھے۔ حضرت محمد ﷺ غار حرام میں عبادت کے لیے تشریف لے جاتے اور وہاں تخت و تحف

میں مشغول رہتے۔ (۴۹) آپ ﷺ اعنکاف کامل کرنے کے بعد بیت اللہ کا طواف کرتے۔ آپ ﷺ کی عبادت کسی شریعت کے موافق تھی یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ توی رائے حضرت ابراہیمؑ کی شریعت کے موافق ہونے کے متعلق ہے۔ (۵۰)

اسی دوران پچھے خوابوں (۵۱) کا سلسلہ شروع ہوا جسے وحی الٰہی کا آغاز کہا جاتا ہے۔ (۵۲) یہ سلسلہ چھ ماہ جاری رہا۔ فرشتہ وحی جراہیل امین آپ ﷺ کے پاس پیغام حق لے کر حاضر ہوا۔ یہ پیغام بخاری و مسلم کی حدیث بروایت عائشہ بیداری میں نازل ہوا۔ جبکہ ابن الحنف کی روایت میں آپ ﷺ کے سوئے ہونے کے الفاظ درج ہیں۔ امام سیوطی نے تقطیع پیدا کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس بیداری سے پہلے ایک دفعہ خواب میں بھی جراہیل آئے تھے، تاکہ آپ ﷺ کے لیے نزول وحی کو برداشت کرنا آسان ہو جائے۔ کیونکہ نبوت کا معاملہ، ہتھ عظیم اور اس کا بوجھ بہت بخاری ہے اس کے بعد آپ ﷺ معمouth ہوئے۔ (۵۳) انس الدین شامی سیرت شامیہ میں تحریر فرماتے ہیں

حضرت محمد ﷺ عمر مبارک کے چالیسویں سال کی انتہا پر مجموع ہوئے۔ دوسرا قول چالیس سال مکمل ہو چکنے (ابن الحنف: ۱۱۰) کے ایک دن بعد کا ہے، تیسرا قول کے مطابق دس دن بعد اور چوتھا قول چالیس سال دوماہ (۵۴) کا ہے۔

ماہ ربیع الاول کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں البتہ تاریخ کے بارے میں بارہ ربیع الاول،  
دوربیع الاول، آٹھ ربیع الاول اور دیگر اقوال ملتے ہیں لیکن پہلا قول مشہور ہے۔ (۵۵)

☆ آپ ﷺ ۱۲ ربیع الاول ۶۱ میلادی ۲۱۰ کو مجموع ہوئے۔ یہاں سے نبوی سال یا سال بعثت کا آغاز ہوتا ہے۔

اس کے بعد آپ ﷺ کی پیغمبرانہ زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ جس میں کی زندگی کے تقریباً تیرہ سال اور مدنی زندگی کے دس سال شامل ہیں۔ کی زندگی کے پہلے تین برس خفیہ دعوت و تبلیغ، چار تا دس بعثت اعلانیہ دعوت و تبلیغ اور دس بعثت کے اوخر تا بھرت کہ سے باہر اسلام کی مقبویت اور پھیلاؤ کے مرحل پر مشتمل ہے۔ (۵۶) اس دور کے واقعات ماہ و سال کے اعتبار اور واقعی ترتیب میں سیرت نگاروں کے ہاں بعض اختلافات ہیں جس کی وجہات اور بیان کی جا چکی ہیں۔ ان واقعات کو جس نظر سے بھی دیکھا جائے ایک تخمینہ ہی ہوگا کسی رائے کو بھی قرانہ نہیں دیا جا سکتا لیکن یہ بات اظہر من المقصود ہے کہ واقعات کی صحت مستند روایات سے ثابت ہے۔ اور دیگر تمام بانیان مذاہب کے مقابلے میں حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ اپنی تمام ترجیحیات کے ساتھ محفوظ و مامون ہے۔ چند ماہ یا دنوں کا اختلاف درج بالا وجہات پرمنی ہے۔

آپ ﷺ کی بعثت کے بعد اسی سال خفیہ دعوت کا آغاز ہوا اور حضرت خدیجہؓ، بنات النبی ﷺ، حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت زید بن حارثہ بن شراحیل اور سابقین

الاولین صحابہ کرامؐ کی کثیر تعداد مشرف بہ اسلام ہوئی، اسی سال دونمازوں کی فرضیت ہوئی، دور رکعت صبح کے وقت اور دور رکعت شام کے وقت، سال ایک نبوی، ۶۱۰ عقہ۔<sup>(۵۳)</sup>

حضرت عبد اللہ بن عمر بن خطاب قریشی عدوی ۲ بعثت کو پیدا ہوئے اسی سال کا تب وہ حضرت زید بن ثابت بن خاک انصاری الخنزیر جی نجاشی کی ولادت ہوئی۔ عیسوی سال ۶۱۱ عقہ۔<sup>(۵۴)</sup>

تین بعثت نبوی میں آپ ﷺ کا اعلانیہ دعوت کا حکم ہوا اور آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ فاصد ع بِمَا تُوْمِرُ وَأَعْرِضُ عَنِ الْمُشْرِكِينَ<sup>(۵۵)</sup> تو اسی سال یا بعض علماء کے نزدیک چوتھے سال کے شروع ہونے کے بعد آپ ﷺ کو حکم دیا گیا۔ سورہ (الشراعہ کی آیت ۱۲۵) و اندر عشیرت ک ..... کے بعد آپ ﷺ نے کوہ صفا پر قریش کے تمام گھرانوں کو پکارا، عیسوی سال ۶۱۳ عقہ۔

حضرت ورقہ بن نوفل کی وفات تاریخ تمیس کے مطابق اسی سال ہوئی جبکہ مشقی میں چار بعثت درج ہے۔<sup>(۵۶)</sup>

۵ بعثت نبوی ۶۱۳ء ہجرت جب شہزادہ بادشاہ جو جوش کا اقتدار سنبھالتا ہے نجاشی کے نام سے موسوم کیا جاتا۔ جس طرح ہروہ بادشاہ جو ایران کا حاکم بنتا ہے کسری، جو ترک کی زمام اقتدار سنبھالتا ہے خاقان اور جو جو یونان کا بادشاہ بنتا ہے اسے بطیموس کہا جاتا۔ اس وقت جوش کے والی کا نام اصحہ بن الجبر تھا۔<sup>(۵۷)</sup> اس کا معنی عظیم ہے۔ ہجرت جوش اولیٰ میں گیارہ یا بارہ مردا اور چار یا پانچ مسلمان عورتیں شامل تھیں اس سال کے آخر یا ۶۱۴ بعثت کے شروع میں دوسری ہجرت ہوئی۔ جوش ہجرت کرنے والوں کی تعداد کم عمر بچوں کو چھوڑ کر تراستی تھی یہ تعداد اس وقت ہو گی جب حضرت عمر بن یاس کو ان میں شامل کیا جائے۔<sup>(۵۸)</sup> جن کی ہجرت کے بارے میں سیرت نگار متعدد ہیں۔

جب کفار مکہ کی طرف سے مسلمانوں کو تکالیف دی جانے لگیں تو آپ ﷺ دارا رقم میں سکونت پذیر ہو گئے اور چھپ کر اہل ایمان کے ساتھ نمازیں ادا کرنے لگے۔ یہ واقعہ ۶۱۵ بعثت کا ہے۔ اسی سال عیسوی ۶۱۶ء حضرت حمزہ اور حضرت عمر ایمان لائے۔ حضرت ابو بکرؓ والدہ ام الخیر سلمی بنت صخر بھی اسی سال ایمان لائیں۔

۷ بعثت ۳۸ میلادی ۶۱۶ء شعب آبی طالب میں محصوری کا واقعہ کتب سیرت میں ملتا ہے، جوشہ سے ناکامی کے بعد مشرکین نے مسلمانوں کی ایذاء سانی میں اضافہ کر دیا پھر ایک قرارداد منظور کی کہ کوئی شخص بنوہاشم اور بنو عبدالمطلب سے شادی بیاہ کے تعلقات نہ رکھے گا۔ خرید و فروخت نہ کرے گا بلکہ بات چیت تک بھی نہ کرے گا۔<sup>(۵۹)</sup>

یہ محاصرہ بعثت کے ساتویں سال محرم میں شروع ہوا اور ابن الحنفی کے مطابق دو یا تین سال جاری رہا۔ فتح الباری جلد نمبر ۷، ص ۱۹۲ میں ہے کہ موتی بن عقبہ نے تین سال یقینی طور پر بتائے ہیں۔<sup>(۶۰)</sup> ۸ نبوی ۳۸ میلادی ۶۱۷ء میں جنگ بعاث ہوئی۔ یہ جنگ ہجرت سے پانچ سال قبل لڑی

گئی۔ اس میں اوں و خزر ج کے دو کے سواتھ ماردا مقتول ہو گئے۔ اشاعت اسلام کے حق میں اس جنگ کے نتائج بڑے دور رس ثابت ہوئے حضرت عائشہؓ اس کے دور رس نتائج پر تبصرہ فرماتی ہیں جنگ بعاث اہل مدینہ کے دخول اسلام کے سلسلہ میں آپ ﷺ کی آمد سے قبل اللہ تعالیٰ نے پا فرمادی۔ چنانچہ آپ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان کی جمعیت پر اندر ہو چکی تھی۔ اور ان کے سردار قتل ہو چکے تھے۔ یعنی ان قبیلوں کے تمام سردار جو تکبر اور جہالت کے باعث اسلام سے نفرت کرتے تھے اور طبیعت کی سختی کے باعث کسی اور کے حکم کو ماننا ان پر دشوار تھا۔ سب مارے گئے صرف عبد اللہ بن ابی سلوان اور ابو عامر بن راہب جسے بنی پاک نے فاسق کا نام دیا تھا باقی رہ گئے۔ عام باشندے جگہوں کی بیانی سے ننگ آکر کسی رہنمای کی تلاش میں تھے ایسی صورت میں حضور ﷺ کی ذات امیدوں کا مرکز بن گئی اور وہ جلد حلقوں گوش اسلام ہو گئے اس طرح قبل از ہجرت مدینہ کی فضا اسلام کے لیے سازگار ہو چکی تھی۔<sup>(۲۲)</sup>

اسی سال مجرہ شق القمر ظہور پذیر ہوا۔ یہ مجرہ روایات صحیح سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ صحابہ کرامؓ میں سے حضرت انس بن مالک، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت حذیفہؓ بن یمان، حضرت جیربؓ بن معطم، حضرت عمرؓ بن خطاب وغیرہم نے اس کی روایت ہے۔<sup>(۲۳)</sup>

شعب سے باہر آنے سے قبل حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی ولادت ہوئی۔ آپ کی ولادت ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی۔ تذکرۃ القاری میں ہے کہ آپ ﷺ کی وفات کے وقت حضرت عبد اللہ بن عباس کی عمر تیرہ سال تھی۔ ۱۰ انبوی، ۵۰ میلادی، ۶۱۹ء شب عابدی میلادی، ۶۲۰ء شب ابی طالب کی محصوری سے آپ ﷺ کا خاندان باہر آیا۔<sup>(۲۴)</sup> نزہری نے بیان کیا ہے کہ شب سے خرون کے وقت آپ ﷺ کی عمر ۲۹ سال تھی۔ ۱۰ انبوی ۶۲۰ء میں حضرت ابو طالب کی وفات ہوئی۔ آپ کی وفات کے بارے میں سات رمضان کا قول معروف ہے جبکہ نصف شوال اور کیم ذوالقعدہ کے اقوال بھی ملتے ہیں۔<sup>(۲۵)</sup>

اسی سال آپ ﷺ کی زوجہ ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کا وصال ہوا۔ مشہور روایت کی بنا پر حضرت ابو طالب کی وفات کے تین روز بعد جبکہ ڈیڑھ ماہ اور پچاس روز بعد کے اقوال بھی ملتے ہیں۔ آپؓ کا وصال ۰۰ رمضان المبارک ۰۰بعثت کو ہوا۔ آپؓ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی کیونکہ اس وقت تک نماز جنازہ کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔<sup>(۲۶)</sup>

اسی سال حضرت خدیجہؓ کے وصال کے چند یوم بعد شوال میں آپ ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ سے نکاح فرمایا۔ حضرت خدیجہ کے بعد پہلی خاتون جنہیں ام المؤمنین بنے کا شرف حاصل ہوا۔ جب آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو آپ ﷺ کے گھر میں سودہ کے بغیر کوئی عورت نہ تھی۔<sup>(۲۷)</sup> حضرت عائشہؓ سے نکاح بھی اسی سال ہوا جب آپؓ کی عمر چھ سال تھی۔<sup>(۲۸)</sup> رخصتی نکاح کے تین برس بعد شوال میں بعد از ہجرت نو سال کی عمر میں ہوئی۔<sup>(۲۹)</sup> آپؓ نو برس محمد ﷺ کی معیت میں

رہیں۔ وصال نبوی کے وقت آپؐ کی عمر اٹھاڑہ مرس تھی۔ (۴۰)

۲۰ شوال بعض روایات کے مطابق ۷ شوال ۱۰ نبوی ۲۲۰ء کو آپؐ نے سفر طائف کی مشکلات کا سامنا کیا۔ حضرت خدیجہؓ اور حضرت ابوطالبؓ کی وفات کے بعد حضور ﷺ کو ان مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا جس کی قریش ان کی زندگی میں جرات نہ کر سکے۔ اس وقت آپؐ نے طائف تشریف لے گئے تاکہ بنو ثقیف سے کچھ نصرت طلب کر سکیں۔ محمد بن کعب القرظی سے روایت ہے۔ آپؐ بنو ثقیف کے سرداروں کے پاس گئے جو آپؐ میں بھائی تھے۔ عبد یالیل بن عمرو بن عمیر، مسعود بن عمرو بن عمیر، حبیب بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف ان میں سے ایک کی زوجیت میں قریش کی شاخ بنو حج کی ایک عورت تھی۔ مگر ان سے بھلانی کی بجائے مایوسی ہوئی، (۴۱) مگر آپؐ نے امید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتون سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو خدا نے یکتا کی عبادت کریں گے اور اور اس کے ساتھ کسی کوشک نہ بنا سکیں گے۔ (۴۲)

جب ابتلاء و آزمائش کا دوران پنی انہیاء کو پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو معراج کی عزت سے سرفراز فرمایا۔ معراج نبوی کے بارے میں مختلف اقوال میں فتح الباری میں باب معراج میں معراج کی تاریخ کے متعلق دس اقوال نقل کئے گئے ہیں۔ الرجیل المخوم میں چھ اقوال درج ہیں۔ (۴۳) سیرت طیبہ میں متعلقہ واقعات میں اس واقعہ سے متعلق سب سے زیادہ روایات آئی ہیں لیکن ہر روایت میں جدا گانہ طور پر اشارے پائے جاتے ہیں کسی روایت میں اس سفر کے تمام واقعات نہیں ملتے۔ (۴۴) مبل الحدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد میں محمد بن یوسف الدمشقی نے ان روایات کو جمع کر کے واقعہ ترتیب دیا ہے۔ (۴۵) اگر سفر طائف شوال ۱۰ نبوی میں ہوتا ہے اور جب کے مہینے میں معراج اکثر مفسرین لکھتے ہیں تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ جب اگلے سال کا ہوگا اس طرح معراج ۷ شوال جب ۱۰ نبوی میں ہوئی۔

معراج کے بعد آپؐ نے دعوت و تبلیغ کی جمیں کو مزید تیز کر دیا۔ آپؐ نے مختلف قبائل (بنو کلب بنو فزارہ، بنو عامر بن صعصہ، بنو حنیفہ، بنو شیان، بنو حارث، بنو کنده، بنو مرہ، سہیل ابن ہاشم المقریزی نے ان کے نام گنوائے ہیں) اور مختلف مقامات پر (ذوالماज، مجذہ، عکاز) دعوتِ اسلام دی۔ لیکن خاطر خواہ متاثر برآمدہ ہوئے۔

۱۱) ربعت ۲۲۰ء بیعت عقبہ اولیٰ انصار کو دعوتِ اسلام بناؤں اور بنو خزر جن اسلام کے طفیل انصار کے شرف سے ملقب ہوئے، ان الفاظ کے معانی امام سہیل نے بیان کئے ہیں کہ الخزر ج ٹھنڈی ہوا کو کہتے ہیں علماء لغت کے نزدیک یہ جنوب کی ٹھنڈی ہوا ہے۔ اوس کا معنی عظیہ یا عوض ہے۔ اس طرح کے اسماء جب علم ہو جائیں تو ان پر الف لام نہیں آتا۔ انصار ناصر کی جمع ہے یہ فاعل کی خلاف قیاس جمع ہے اس میں ناصر کے الف کو حذف کر دیا گیا ہے کیونکہ وہ زائد ہے اس کے حذف سے اسم ثلاثی ہن جاتا ہے اور ثلاثی اسم کی جمع افعال کے وزن پر آتی ہے مثلاً شاہد کی جمع اشہاد صاحب کی اصحاب آتی ہے۔ (۴۶) اس سال چھ

افراد دولت اسلام سے مالا مال ہوئے اور مدینہ جا کر دعوت اسلام دی۔ عقبات کے بیان میں سیرت نگاروں کے طرز بیان کی بنا پر ان کی تعداد دو یا تین لکھی گئی ہے یہ فرق انداز بیان کا ہے نہ کہ فرق واقعات کا۔

بیعت عقبہ ثانیہ ۱۳ نبوی ۶۲۱ء دوسری بیعت میں پانچ پرانے سات نئے افراد حضرت محمد ﷺ سے ملنے آئے اور بیعت کی اسے بیعت النساء بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے الفاظ وہی تھے جو قرآن کریم میں سورہ لمتحنہ میں عورتوں کی بیعت لینے کے لیے مذکور ہیں۔ ان حضرات کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصیٰ کو معلم و مبلغ بنا کر مدینہ منورہ بھیجا گیا<sup>(۲۶)</sup> جن کے وساطت سے اسلام تیزی سے مدینہ میں پھیلنے لگا۔

سیدا میر علیؑ کے الفاظ میں پہلی اور دوسری بیعت کا درمیانی وقفہ رسالت محمدی کا نازک ترین دور ہونے کی وجہ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ آپ کا کامل توکل علی اللہ اور علو ہمت جس طرح اس دور میں نمایاں ہوا اس طرح کسی اور دور میں نہ ہوا۔ آپ ﷺ اپنی قوم کو بت پرستی کی لعنت میں دیکھ کر نجیدہ خاطر ہوتے لیکن آپ کے غم کو یہ امید تکسیب دیتی کہ انجام کا ر حق باطل پر غالب آئے گا ممکن ہے آپ کی زندگی اس وقت تک وفا نہ کرے لیکن باطل کا حق کے سامنے کافور ہو جانا اسی طرح یقینی ہے جس طرح تاریکی کا سورج کی کرنوں کے سامنے سے غائب ہو جانا۔<sup>(۲۷)</sup>

اس دور کے بارے میں میور کی زبان سے غیر شعوری طور پر ذیل کے کلمات تحسین بے اختیار نکل گئے ہیں:

”محمد اس طرح قوم کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے فتح کی امید میں انتظار کرتے ہوئے،  
بظاہر بے یار و مددگار، اپنے حامیوں کی چھوٹی سی جماعت کے ساتھ گوپا شیر کے منہ میں  
لیکن ان سب باؤں کے باوجود اس قادر مطلق پر بھروسہ کئے ہوئے جس کا پیامبر وہ  
اپنے آپ کو سمجھتے تھے اور اس بھروسے کی بدولت ثابت قدم اور مضبوط۔۔۔“<sup>(۲۸)</sup>

عقبہ ثالثہ: ۱۳ نبوی، ۵۳ میلادی، ۶۲۲ء تیرے سال کے موسم حج میں آنے والے پانچ سو حاجیوں میں سے تہتر مسلمان مرد اور دخوانیں بھی تھیں۔ ایام تشریق میں پیارا کی گھٹائی میں رات کے وقت ملنے والے حضرت محمد ﷺ کو دیگر مسلمانوں کے ساتھ دعوت دیتے ہیں اور حفاظت کا یقین دلاتے ہیں۔ انساب الالراف میں ہے کہ حضرت محمد ﷺ ان کی دعوت کو قبول فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں آج سے تمہاری خون طلبی ہی میری خون طلبی ہوگی اور تمہاری معافی ہی میری معافی ہوگی۔ میں تم میں سے ہوں اور تم مجھ سے۔ لوگوں کی کثرت کے باعث آپ ﷺ نے بارہ نقیب مقرر فرمائے اور اسعد بن زرارہ کو نقیب النقباء بنایا۔ اس تنظیم کو تاسیس مملکت اور معاہدہ اجتماعی کی ایک شکل قرار دیا جا سکتا ہے۔<sup>(۲۹)</sup>

عقبات تین ہوئیں، پہلی عقبہ اولیٰ کہلائی جو ۱۱ بعثت رجب میں ہوئی دوسری عقبہ ثانیہ جو ۱۲ بعثت رجب میں ہوئی، تیسرا عقبہ ثالثہ جو ۱۳ بعثت ذوالحجہ میں ہوئی۔ یہاں قابل غور امر یہ ہے کہ تینوں

عقبات حج میں ہوئیں جن میں سے پہلی دور حج میں جبکہ حج رجب میں نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ دور جاہلیت میں موجودی ہے جس کی بنا پر دعویٰ تین اور حج رجب کے مہینے میں واقع ہوئے۔<sup>(۸۰)</sup>

ماہ ذوالحجہ میں ۱۳البعثت نبوی مکمل ہونے کے بعد ۱۴البعثت نبوی کا آغاز ہوا اور یہی سن ہجرت کا پہلا سال ہے۔ آپ ﷺ نے اسی سال عقبات کے تقریباً تین ماہ بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ علامہ گازروں نے اپنی سیرت میں سال ہجرت ۱۴البعثت نبوی کو ہی اختیار فرمایا ہے۔ علامہ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں ورد گیر سیرت نگاروں نے نبی اکرم ﷺ کی ہجرت کو ۱۳البعثت میں قرار دیا ہے اس کی تطہیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ انہوں نے پہلے سال کے ناکمل ہونے کے باعث اسے حساب میں شامل نہیں کیا کیونکہ اس سال کی ابتداؤ تمدّم سے تھی مگر وہی کا آغاز ریچ الاول یا رمضان سے ہوا۔<sup>(۸۱)</sup>

☆ ہجرت ۱۴البعثت نبوی ستمبر ۶۲ع میں ہوئی۔

اس کے بعد ہجری سال کا آغاز ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کی مدنی زندگی کے مختلف مراحل کا ذکر الرجیق المخوم میں کیا گیا ہے۔ پہلے مرحلے کے آغاز میں فتنہ و اضطرابات برپا ہوئے اندر وہی ویرانی رکاوٹوں کا سامنا کیا گیا اور حکمت و تدبیر سے آپ ﷺ نے ان پر قابو پایا۔ یہ مرحلہ ۲ صلح حدیبیہ پر ختم ہوا۔ دوسرے مرحلے میں شہابن عالم کو دعوتِ اسلام دی گئی اور بہت پرست قیادت کے ساتھ ہوئی یہ مرحلہ فتح مکہ پر منتهی ہوتا ہے۔ اور آخری اور تیسرا مرحلہ مختلف و فوڈ کی آمد اور خلافت اللہ کا دین اسلام میں جو حق در جو حق داخل ہونا ہے اور یہ مرحلہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے آخر یعنی ریچ الاول تک میطہ ہے۔

## حوالیٰ وحوالہ جات

- ۱۔ سخاوت کی وجہ سے اسے قُتُمس کہا جاتا تھا۔ سیمیلی، عبد الرحمن بن عبد اللہ، الروض الانف، محمد علی ہیون، دار الکتب العلمیہ بیروت، ج: ص ۱۱۲
- ۲۔ ایضاً
- ۳۔ البرقی نے کلبی کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ قلع بن عباد نے سات سال، امیہ بن قلع نے اکیس سال اور جنادہ بن عوف نے چالیس سال نسیٰ کی، ایضاً: ص ۱۱۵
- ۴۔ ابن هشام نے محرم کو اشهر حرام کا پہلا مہینہ قرار دیا ہے۔ جبکہ بعض علماء ذوالقعدہ کو پہلا مہینہ کہتے ہیں کیونکہ حج ﷺ نے جب اشهر حرام کو شمار کیا تو سب سے پہلے اسی کا تذکرہ فرمایا۔ ایضاً: ص ۱۱۵
- ۵۔ یہ لوگوں میں سب سے دراز قد تھا۔ ہودہ اٹھانے میں مشہور تھا۔ میدان جنگ میں ہمیشہ ثابت قدم رہتا اس لیے چذان الطغان کہلا یا۔ گویا وہ کسی درخت کا ایسناہ تھا۔ بعض علماء کا قول ہے کہ وہ صائب الرائے تھا اس لیے اس لقب سے ملقب ہوا۔ ایضاً
- ۶۔ الروض الانف: ج: ص ۱۱۶
- ۷۔ ایضاً: ص ۱۱۷

- 
- ٨۔ الجامع الصحيح مسلم، کتاب القسامہ: ۲۹، ج: اص ۱۱۳
- ٩۔ الروض الانف: ج: اص ۱۱۳
- ۱۰۔ امیر علی، سید، پرٹ آف اسلام، ترجمہ: روح اسلام از خادی حسین، ادارہ ثقافت، کلب روڈ لاہور، ۱۳۷۲، ص: ۱۹۷
- ۱۱۔ مهدی رزق اللہ احمد، سیرت نبوبی، مکتبہ دارالاسلام ۱۳۴۰ھ، ج: اص ۱۵۵
- ۱۲۔ السحاوی، شمس الدین محمد بن عبد الرحمن، الاعلان بالتوثیق، مترجم محمد یوسف، سید، مرکزی اردو بورڈ لاہور، ۱۹۶۸، ص: ۱۲۸
- ۱۳۔ الجامع الصحيح مسلم، کتاب الصیام، ۱۹۷۷، ص: ۱۹۳
- ۱۴۔ محمد سلیمان سلمان، منصور پوری، رحمۃ للعلَمِین ﷺ، شیخ غلام علی ایڈمنز، لاہور، ۱۹۷۲م، ج: اص ۳۰
- ۱۵۔ القرآن الکریم: ۲۱: ۶
- ۱۶۔ ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک، الروض الانف معہ سیرت النبی، دارالكتب العلمیہ، بیروت، ج: اص ۳۹۲
- ۱۷۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، تہذیم القرآن، ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۷۷م، تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں، ج: ۵، ص ۲۵۷۳۶۱
- ۱۸۔ الروض الانف، ج: اص ۲۷۲
- ۱۹۔ محمد ادريس کاندھلوی، سیرت امھطف ﷺ، مکتبہ محمودیہ، س۔ ان، ج: اص ۲۵
- ۲۰۔ رحمۃ للعلَمِین: ج: اص ۳۰
- ۲۱۔ شیخ نعمانی، علامہ، سیرت ابن ﷺ، مشتمل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۳۶۲ھ، ج: اص ۱۷۱
- ۲۲۔ السیرۃ النبویہ: ج: اص ۲۷۸
- ۲۳۔ الروض الانف: ج: اص ۲۸۲
- ۲۴۔ ابن جریر طبری، تاریخ طبری، تاریخ ارسلان و الملوك، مصر ۱۹۶۱م ج: ۲، ص ۱۲۵
- ۲۵۔ محمد کرم شاہ الاژہری، ضیاء ابن ﷺ، ضیاء القرآن پیلی کیشنر، لاہور، ۱۳۱۵ھ، ج: اص ۳۲، ص ۳۳
- ۲۶۔ ابن سید الناس، عیون الاشرف فنون المغازی والسیر، منشورات دارالآفاق الحدیہ بیروت، ۱۹۸۲م، ج: ۱، ص ۲۶
- ۲۷۔ ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل، السیرۃ النبویہ، داراحیاء تراث العربی، بیروت، س۔ ان، ج: اص ۱۹۹
- ۲۸۔ ضیاء القرآن، ص: ۲، ص ۳۹
- ۲۹۔ خالد علوی، انسان کامل، افیضیل، لاہور، ۲۰۰۹م، ص ۳۱
- ۳۰۔ سیرت ابن ﷺ: ج: اص ۱۷۱
32. Ameer Ali, The spirit of Islam, University paper backs , 1922, london p: 8
- ۳۳۔ محمد رضا، محمد رسول اللہ، بیروت، ۱۹۷۵م، ج: ص ۱۹۲
- ۳۴۔ السیرۃ النبویہ، ج: اص ۳۰۰
- ۳۵۔ الروض الانف، ج: اص ۲۹۲

٣٦. روح اسلام، ج: ٨٢ ص: ٣٧ . ايشاً، حاشية ص: ٨٢
٣٨. الروح الانف، ج: اص: ٣١٣ . ايشاً، ج: اص: ٣١٢
٣٩. اكرم ضياء عمرى، السيرۃ النبویۃ الصحیحۃ، ترجمہ: سیرت رحمت عالم ﷺ، ج: اص: ١١٣
٤٠. الروح الانف، ج: اص: ٣١٩ . السیرۃ النبویہ، ج: اص: ٣١٨
٤١. الروح الانف، ج: اص: ٢٢٢ . السیرۃ النبویہ، ج: اص: ٢٢٢
٤٢. فکروظر، سیرت نبیر، ادارہ تحقیقات اسلامی، دسمبر ١٩٩٢م، ج: ٦ ص: ٦
٤٣. سیرت نبی، ج: اص: ٢١١ . السیرۃ النبویہ، ج: اص: ٢٠٠
٤٤. سیرت نبی، ج: اص: ٢٢٢ . الجامع الصحیح لبخاری، بداع الوجی ٢٩٨٢
٤٥. الروح الانف، ج: اص: ٣٩٧ . ايشاً، ج: اص: ٣٩٨
٤٦. ايشاً، ج: ٣٩٦
٤٧. محمد هاشم، بذل القوه في حادث سقى النبوه، ترجمہ: سیرۃ سید الانبیاء، مترجم: محمد علیم الدین، مظہر عالم، لاہور، ص: ٢٩
٤٨. صفائی الرحمن مبارکپوری، الرحق الختم، المکتبۃ السلفیہ، لاہور ١٩٩٩م، ج: ١٠٧
٤٩. سیرۃ سید الانبیاء، ج: ٢٧٣ . ايشاً، ج: ٨٩
٥٠. القرآن الکریم: ١٥: ٩٣ . سیرۃ سید الانبیاء، حاشیة، ص: ٩٧
٥١. الروح الانف، ج: اص: ١٠٦ . ايشاً، ج: ١٠٦
٥٢. السیرۃ النبویہ، ج: اص: ١٢١ . سیرت رحمت عالم، ج: ١٠٢
٥٣. الحسنوی، نور الدین علی بن احمد، وفا الوفا با خبار المصطفی، بیروت، ١٩٧١م، ج: اص: ٢١٨
٥٤. سیرت سید الانبیاء، ج: ١١٥ . ايشاً، ج: ١١٦
٥٥. ايشاً، ج: ١١٩
٥٦. ايشاً
٥٧. ايشاً
٥٨. سلیمان ندوی، سید، سیرت عائشہ، مکتبہ مدینہ لاہور، ١٩٢٠م، ج: ٢٦
٥٩. ايشاً، ج: ٣٢
٦٠. السیرۃ النبویہ، ج: ٢٢٩ . الروح الانف، ج: اص: ٢٣٥
٦١. سیرت نبی، ج: اص: ٣٧٣ . الرحق الختم، ج: اص: ١٩٧
٦٢. السیرۃ النبویہ، ج: اص: ٢٨٢ . ايشاً
٦٣. روح اسلام، ج: ١٢٧ . ايشاً
٦٤. محمد بن سعد، طبقات الکبری، بیروت ١٩٦٠م، ج: اص: ٢٢١ . سیرت سید الانبیاء، ج: ١٣٠